ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار — فی پرچہ ایک آنہ — قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ — مورخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ مطابق ۱۳ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ — نمبر ۲۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا جو دو منزلہ مکان زیر تعمیر تھا۔ بفضلہ اب پایۂ تکمیل کو پہنچنے کے قریب ہے۔

جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال پانچ یوم کی رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے۔

جناب میر قاسم علی صاحب و مہاشہ فضل حسین ۱۶، ۱۷ ستمبر کو علی الترتیب بعض تبلیغی اغراض کے لئے ڈلہوزی روانہ ہوئے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول و مدرسہ احمدیہ ۱۸ ستمبر کو کھل گئے ہیں اور باقاعدہ پڑھائی شروع ہو گئی ہے۔

خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب ایام رخصت گذارنے کے بعد شملہ سے واپس اپنے کام دفتر ناظر اعلیٰ میں تشریف لے آئے۔

جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کے پاؤں پر ۱۸ ستمبر کو لائل پور میں اپریشن کیا گیا۔ حالت رو بصحت ہے۔ امید ہے کہ جلد شفا پا کر اپنے کام پر تشریف لے آئیں گے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب بغرض علاج حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی خدمت میں لاہور تشریف لے گئے تھے۔ انہیں لستا افاقہ ہے مکمل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

ہراک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے۔ اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے۔ وہی ہے جو ان آفتوں کے دنوں میں میری روح اس کی شفاعت کریگی سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اسوقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ **تقویٰ** کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کیلئے صدق کیساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے۔ اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے۔ اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو۔ اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہونچ سکتا جو تقوے سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ **تقوے** ہے ؛ (کشتی نوح صفحہ ۱۲)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
ھُوَ النّاصِر

پیغام صلح کے دو خط

پیغام صلح کے تازہ نمبر میں دو خط چھپے ہیں جنکی نسبت یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ انکے لکھنے والے مبائع ہیں جنمیں سے ایک ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے نام ہے اور دوسرا مولوی محمد علی صاحب کے نام۔ گو نام کے نہ ہونیکے سبب سے یہ تحقیقات تو مشکل ہے۔ کہ ان دونوں خطوں کے لکھنے والے مبائع ہیں۔ لیکن قیاساً وہ خط جو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے نام کا ہے۔ کسی مبائع کا معلوم ہوتا ہے۔ اگر فی الواقع وہ خط کسی مبائع کا ہے اور کسی اور شریر فتنہ انداز کا نہیں۔ تو مجھے اس خط کے مضمون پر نہایت افسوس ہے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب جس طرح بیدردی سے اور بلا سوچے سمجھے گالیوں پر اتر آتے ہیں۔ وہ خواہ مخواہ طبائع کو اکسا دینے والا ہے۔ لیکن باوجود اس کے میں نہیں سمجھ سکا کہ ایک گمنام خط کے لکھنے سے کیا نفع ہو سکتا ہے۔ اور ایسے امور کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ جنہیں انسان شرعاً و عقلاً کرہی نہیں سکتا اگر کوئی شخص حضرت ام المومنین کو یا مجھے گالیاں دیتا ہے تو میں قیاس کر سکتا ہوں کہ میرے مبایعین کو اگر وہ واقع میں حضرت مسیح موعودؑ سے اور مجھ سے اخلاص رکھتے ہیں۔ اور انکی بیعت دکھاوے کی نہیں۔ جوش آنا بالکل طبعی امر ہے لیکن اس جوش کا کسی ایسے طور پر ظاہر ہونا جو شریعت کے خلاف ہو بلکہ حقیقی بہادری کے بھی منافی ہو۔ ضرور قابل افسوس ہے۔ اور ایک مومن کی شان سے بعید ہے بجائے گالیاں دیکر یا گمنام خط لکھکر اپنے آپ کو خدا اور مخلوق کی نگہ میں معتوب بنانے کے کیا اچھا ہوتا کہ اگر راقم مکتوب مبائع ہے۔ تو وہ اس کا بدلا یوں لیتا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر کے لیاقت بہم پہنچاتا۔ اور پھر اس علم سے مسلح ہو کر غیر مبایعین کو راہ راست پر لانیکی کوشش کرتا۔ اس طرح بدلے کا بدلہ ہو جاتا اور ثواب کا ثواب۔

دوسرا خط جو مولوی محمد علی صاحب کے نام ہے اسکا مضمون بھی نہایت قابل افسوس ہے۔ لیکن اس کی عبارت سے یہ یقین نہیں ہوتا کہ کسی مبائع کا ہے یا کسی تماشہ دیکھنے والے کا ہے۔ بہر حال جس کا بھی ہو اسے بھی میں اوپر کے مضمون کیطرف توجہ دلاتا ہوں اور نصیحت کرتا ہوں کہ کسی کی کسی غلطی کو دیکھکر خود ویسی ہی یا اس سے بھی بڑھکر غلطی کا ارتکاب کرنا نہایت ہی بیوقوفی کا نمونہ ہے اس سے مومن کو بچنا چاہیئے۔

مجھے پیغام پر بھی افسوس ہے کہ اس نے گمنام خطوں کو شائع کیا۔ کیونکہ اول تو ان کی نسبت خیال ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور شخص نے شرارتاً تماشہ دیکھنے کے لئے لکھے ہوں۔ اور اگر وہ کسی مبائع کے بھی ہوں تو ایسے خطوط کی اشاعت کا کیا فائدہ میرے نام کثرت سے گالیوں کے اور دھمکیوں کے خطوط آتے رہتے ہیں۔ میں انہیں شائع نہیں کرتا۔ اگر میں انہیں شائع کرنے لگوں تو ہر ماہ ایک اچھا خاصہ مضمون الفضل کیلئے تیار ہو جایا کرے

خاکسار مرزا محمود احمد
ڈلہوزی

پنجاب کونسل کی اُمیدواری

ضلع سیالکوٹ کے دیہاتی مسلمان حلقہ کی طرف سے پنجاب کونسل کی ممبری کیلئے آئندہ انتخاب میں جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی اے ایل ایل بی بیرسٹر ایٹ لاء اور جناب خانصاحب چوہدری جہان خانصاحب آنریری مجسٹریٹ ڈسکہ امیدوار تھے ضلع کے سربرآوردہ مسلمان زمینداروں کی خواہش پر یہ دونوں صاحب اس امر پر رضامند ہو گئے کہ بذریعہ قرعہ اندازی یہ طے کر لیا جائے۔ کہ دونوں میں سے کون اس کا امیدوار رہے۔ تا وہ خود بھی اور ان کے احباب متعلقین اور جملہ اعیان و اقران بھی انتخاب کی زحمت سے بچ سکیں۔ چنانچہ اس کے مطابق ضلع کے معززین کی ایک جماعت کے روبرو ۱۱ ستمبر کو جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع نے اپنے ہاتھ سے قرعہ ڈالا۔ جو جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کا نام نکلا۔

یہ امر ایک گونہ مسرت کا باعث ہے۔ کہ ان ہر دو صاحبوں نے اس طریق فیصلہ کو اختیار کر کے اپنی دیانتدارانہ اور شریفانہ کوشش سے ان سب زحمتوں اور مشکلوں کا سدباب کر دیا۔ جو اگر یہ صورت نہ پیدا کی جاتی تو از حد قرین قیاس تھیں۔ پھر یہ امر اور بھی موجب خوشی ہے۔ کہ اس مقصد و مدعا کیلئے ان دونوں حضرات اور ان کے متعلقین نے متفق مساعی سے کام لیا۔ ہم اس کیلئے جہاں جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے مشکور ہیں۔ وہاں ہی جناب خانصاحب چوہدری جہان خانصاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور پھر ان تمام اصحاب کا بھی کہ جنہوں نے ایک یا دوسرے رنگ میں اس کام میں حصہ لیا۔ اور اپنے نیک مشوروں اور قیمتی آراء سے اس کام میں مدد دی خانصاحب چوہدری جہان خانصاحب سب سے زیادہ شکریہ ادا کئے جانے کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اس آسان طریق فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ جو سراسر ان کے ذاتی جوہر شرافت پر دال ہے۔

الیکشن کا موقعہ خواہ وہ کسی قسم کا ہو ہمیشہ ہی ایک قسم کی نزاکت اختیار کر جاتا ہے۔ اور ایسے موقعوں پر دھڑا بندی اور جنبہ داری کا جو جوش و خروش ہوتا ہے۔ وہ اپنی انتہا میں کئی قسم کے نقصانات کا موجب ثابت ہوا کرتا ہے۔ لیکن ان دونوں حضرات نے ایسے ہی موقعہ پر جو مثال پیش کی ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ دوسرے امیدوار بھی اگر وہ کسی علاقے میں ایک سے زیادہ ہوں تو اس کی تقلید کریں علاوہ جب ایک کے نام قرعہ نکل آئے تو دوسرا امیدوار اور اس کے رفقاء کار نہایت خاموشی کیساتھ جناب خانصاحب چوہدری جہان خانصاحب کے اسوہ کی تقلید کرتے ہوئے دست بردار ہو کر اس شخص کی مدد کریں۔ کہ جسکے نام قرعہ نکلا۔

اخبار احمدیہ

شاہجہانپور میں تبلیغ احمدیت

برادر سردار خانصاحب شاہجہانپور سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر و مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے انجمن احمدیہ شاہجہانپور کے سالانہ جلسہ پر جو ۱۳، ۱۴ ستمبر کو منعقد ہوا نہایت کامیاب تقریریں کیں۔ باوجود شدت باراں اور مخالفین کی کوششوں کے کہ کوئی شخص احمدیوں کے جلسہ میں نہ جائے کافی تعداد میں لوگ جمع ہوتے رہے۔ اور لیکچروں کو سنتے رہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان لیکچروں کا ان پر ایک گہرا اثر ہو رہا ہے۔ ۱۵ ستمبر کو ایک دیوبندی مولوی سے مناظرہ ہوا جس میں مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے اپنے دلائل کی مضبوطی اور تقریر کی برجستگی سے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ خدائے قدوس کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے فضل و کرم سے جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ اور قیام امن کے لئے ہم جناب کرنال صاحب کے جہاں مشکور ہیں وہاں ہی انہیں اس حسن انتظام کیلئے مبارک بھی عرض کرتے ہیں۔

بریلی میں تبلیغ احمدیت

ماسٹر حبیب احمد صاحب بریلی شہر سے بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔

بتاریخ ۱۱، ۱۲ ستمبر کو انجمن احمدیہ بریلی نے اپنا سالانہ جلسہ منعقد کیا۔ مولنا عبدالرحیم صاحب نیر و مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے دونوں دن اپنے کلام سے لوگوں کو محظوظ کیا۔ تمام مذاہب کے آدمی کثرت سے ان تقریروں کے سننے کیلئے آئے بعض متعصب ملانوں نے جلسہ میں بدمزگی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مگر خدا تعالے نے انکو ہر کوشش میں ناکام رکھا اکثر عیسائی مرد اور عورتیں جناب نیر سے پرائیویٹ طور پر گفتگو کرنے کیلئے اس عرصہ میں آئے۔ جو اچھا اثر لیکر گئے۔ آپکے لیکچر بھی نہایت مؤثر ثابت ہوئے مولوی غلام احمد صاحب نے اپنی ہر تقریر کے خاتمہ پر مخالفین کے اعتراضات کے نہایت قابلیت کیساتھ جواب دیکر ان کی تسلی کرائی۔ میجک لالٹین کے ذریعہ جو لیکچر دیا گیا وہ از حد مؤثر ہوا۔ اور یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ اہالیان بریلی نے تبلیغ احمدیت کو نہایت توجہ اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم شنبہ قادیان دارالامان ۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ء

گلابی اردو،
ملا رموزی کی اسلام دشمنی

علم النفس کے جاننے والے یہ بات خوب جانتے ہیں کہ بعض باتیں اندر اندر ہی قومی اخلاق و عادات پر اثر ڈال دیتی ہیں اور یہ اثر کچھ ایسا گہرے طور پر جاگزین ہو جاتا ہے کہ استداد زمانہ تو رہا در کنار بعض وقت سرعت رفتار کے ساتھ اس عجلت سے رنگ لاتا ہے کہ "ابھی کیا تھا اور ابھی کیا ہو گیا" کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ اور

نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول

کے موافق ہر دوسری کوشش پہلے اثر کو النقش فی الحجر کی مانند بناتی ہوئی کچھ ایسے طور پر پائداری اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ کہ اس نقش کا چھوٹ جانا اکثر حالات میں قطعی طور پر محال ہو جاتا ہے۔ بلکہ جب ہوتا ہے اس اثر کا اظہار ہی ہوتا ہے۔ خواہ اس اظہار کے لئے کوئی محرک ہو یا نہ ہو۔

قوموں کی تاریخوں کے وہ ابواب جن میں قوموں کی ترقی و تنزل کے اسباب بیان کئے گئے ہیں۔ اور استدلالاً ان کے اہم کیرکٹرز کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ ایک بے نقاب حقیقت کی طرح اس اصلیت کو آشکارا کر رہے ہیں۔ کہ ان کیرکٹرز کی ابتدا ر افراد سے جنہوں نے اثر پذیری کے ماتحت اثر قبول کیا۔ ہوئی۔ جو بعد میں ہوتے ہوتے جماعتی خصوصیت بن گئی۔ اور یہ بات کہ افراد قوم کس طرح اثر پذیر ہو کر ان کیرکٹرز کے خوگر ہو گئے۔ جو بعد میں قومی کیرکٹر بنکر قومی ترقی و تنزل کی وجہ موجب بن گئے۔ کئی پہلو رکھتی ہے۔ اور ایک مبصر آنکھ ان جملہ تصریحاً کو انہیں ابواب تاریخ میں بالکل صاف صاف شکل میں دیکھ سکتی ہے۔ کہ بعض باتوں نے پہلے پہل کیسے غیر محسوس طریق پر ابتداءً اثر پیدا کرنا شروع کیا۔ جس نے جب ہاتھ پاؤں پھیلائے۔ تو کیرکٹرز کی صورت میں منتقل ہو گیا *

اس خصوص میں دوسری اقوام کی امثلہ و نظائر کو اگر زیر بحث نہ بھی لائیں۔ تو بھی ہماری اپنی مثال ہی کافی ہے کہ ہمارے کیرکٹرز بنانے کے لئے عام اس سے کہ وہ افراد کے ہوتے یا جماعت کے۔ کیا کچھ کوشش خدا تعالیٰ کی اس کتاب میں کی گئی ہے۔ جس کا نام ہی حکمتوں سے پُر ہے۔

تاریخ وہ وضاحت نہیں کر سکی۔ علم النفس اس موضوع کو مکمل طور پر روشن نہیں کر سکا۔ مگر قرآن نے اسکے ہر پہلو کی تفسیر۔ تشریح اور تصریح کر دی۔ کہیں حکم دیکر کہیں مناہی سے کام لیکر۔ کہیں قصص سابقہ کا ذکر کر کے کہیں مستقبل کا نقشہ دکھا کے اس بات کے ہر پہلو کو سمجھا دیا۔ کہ آج جن باتوں کو تم چھوٹی اور معمولی سمجھتے ہو۔ کل وہی اہم اور بڑی بنکر تمہارا کیرکٹر بن جائیگی۔ اور انہیں سے پھر تمہیں ناپا جائے گا۔ اور انہیں سے تمہارا اندازہ لگایا جائے گا۔ غور کرو۔ سورۂ نور میں جو یہ فرمایا۔ کہ جب تک چار عینی شاہد موجود نہ ہوں کسی پر زنا کا الزام دینے والا خدا کے نزدیک جھوٹا ہے کیا یہ اسی قومی کیرکٹر و وقار کی حفاظت کے لئے نہیں ؟ کیونکہ جب ایک دوسرے کو الزام دینا عام ہو جائے۔ اور بے تامل ایک دوسرے کو برا کہہ دیا جائے۔ تو اس کا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک وہ باتیں معمولی ہو جاتی ہیں اور وہ گناہ نہیں سمجھی جاتیں۔ اور نہ ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کا خیال آتا ہے۔ اس لئے تنابز بالالقاب اور فسوق بعد الایمان کو نہایت برا قرار دیا۔ ٹھیک اسی طرح بعض الفاظ ہوتے ہیں۔ جو خواہ از راہ تمسخر و استہزا ہی بار بار کیوں نہ استعمال کئے جائیں۔ وہ اپنا ایک اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ شیعوں نے اس سے عجیب و غریب کام لیا ہے۔ اسلام میں خلافت کا سلسلہ ان کے منشا کے خلاف قائم ہوا۔ انہوں نے خلفاء کی حقارت جتلانے اور ان کو ذلیل ثابت کرنے کے لئے خدمتگار اقوام کے افراد کو یہ لقب دیدیا۔ مثلاً نائی اور حجام کو خلیفہ جی کہتے ہیں۔ کپڑے سینے والے کو خلیفہ جی کہدیا۔ تاکہ اس لقب کی کچھ وقعت نہ رہے۔ اور ان کے بچوں میں کبھی یہ خیال نہ آئے۔ کہ خلافت قائم کرنے والے اہل سنت والجماعت سے وابستہ ہوں۔ بلکہ انہیں حقیر ہی سمجھا کریں۔ اسی طرح مولوی صاحب کا لقب ہے۔ جب لفظ انگریزی خوانوں نے ہر ڈاڑھی والے بے وقوف پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ تو جو اصل مولوی تھے۔ وہ بھی مولوی کہلانے سے احتیاط کرنے لگے *

اب ملا رموزی صاحب ہیں۔ انہوں نے گلابی اردو کو رواج دیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ نہ سوچا۔ کہ مسلمانوں کا تمام مذہب اور دین عربی زبان میں ہے۔ عربی کا ترجمہ لفظی بچوں کو سمجھانے کے لئے ضروری اور از بس ضروری ہے۔ لیکن جو بچے گلابی اردو پڑھتے ہیں۔ وہ جب قرآن مجید کا لفظی ترجمہ سنتے ہیں۔ تو بے اختیار کھل کھلا کر ہنس دیتے ہیں۔ کلام الٰہی کا کچھ ادب و وقار ان کے دلوں میں نہیں رہتا۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بھی کوئی مذاق و تمسخر کی بات ہے

غور فرمائیں۔ کہ جو ملا رموزی کا مضمون "پس کیا کیا نشانیاں جھٹلاؤ گے" پڑھے گا۔ اور اس کے بعد سورہ الرحمٰن تو فبای آلاء ربکما تکذبان کی کیا وقعت اسکے دل میں رہے گی۔ اس کا ذہن فوراً ملا رموزی کے مذکورہ بالا فقرہ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ اور وہ سب ہنسی میں اڑ جائے گا حالانکہ یہ الفاظ اسقدر رعب و جلال اپنے اندر رکھتے ہیں کہ سنتے ہی کپکپی پیدا ہو جانی چاہیئے۔ اور بات بھی یہی ہے کہ مومن فی الواقعہ اس سے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ مگر میں نے گلابی اردو پڑھنے والے نوجوانوں کو دیکھا۔ کہ وہ کھل کھلا کر ہنس پڑتے ہیں۔ یہ سب مہربانی رموزی کی ہے۔ جس کی اسلام دشمنی قرآن مجید سے یہ نفرت پیدا کر رہی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ اس گلابی اردو کو ایک ادبی نکتہ سنجی قرار دیا گیا۔ اور چھوٹے بڑے اس کو رواج دینے میں مشغول ہو گئے جس کا بہت برا نتیجہ نکل رہا ہے۔ اور نکلے گا۔ اے کاش یہ ناعاقبت اندیش گروہ اس بد اثر اور بد انجام کو دیکھے اور اسے یکسر اپنے اذہان سے مٹا دے۔ مگر مسلمانوں کی ایسی قسمت کہاں! ان کی تو ایسی مت ماری گئی ہے۔ کہ وہ اس مضمون کے لکھنے والے کو تو بد مذاق کہیں گے۔ لیکن کرینگے وہی جو ان کے لئے دو چار منٹ کے واسطے دل بہلاوا اور ہمیشہ کے لئے ذلت و نکبت کا موجب ہے۔ ؎

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے۔
ایک ہم ہیں۔ کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

خواہ مخواہ کی دشمنی

سچائی اور نیک نیتی کے ساتھ مذہب والے ہم سے اختلاف رکھیں۔ تو میرے نزدیک یہ ان کا حق ہے۔ اور اگر ان میں سے بعض متشددین مخالفت پر اتر آئیں۔ تو گو یہ امر انسانیت و شرافت کے خلاف ہو۔ لیکن تاہم یہ امر جوش پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ دنیا دار ہم سے نفار رکھیں۔ تو تعجب کی بات نہیں کہ ان کے کاروبار میں خلل پڑتا ہے۔ لیکن معلوم نہیں۔ ان بیچوں کو جن کا کام ہی ہنسی ٹھٹھا ہے۔ ہم سے کیوں خواہ مخواہ کی دشمنی۔ عداوت۔ بغض و عناد ہے۔ یقیناً اس لئے کہ تاریکی کے فرزند ہمیشہ نور سے نفور رہے ہیں۔ جن دنوں میں گورو گھنٹال اور شیطان کا زور تھا۔ تو میں یہ دیکھ دیکھ کر تعجب کرتا کہ ضیا نے پنج ہو یا لاحول یا شیطان ان کی آپس میں خوب کھا جھنی ہے۔ مگر ہماری مخالفت ہم پر آوازے کسنے ہمیں ہنسی دا قرار دینے

میں دونو متفق ہیں۔ حالانکہ ہم نے ان کا کچھ نہیں بگاڑا۔ کوئی بات ہو۔ قادیان پر ایک دو فقرے ملا رموزی کی طرح ضرور چست کر جائینگے۔ مسیح نے اپنی بعثت ثانی کی نسبت کیا سچا نشان بتایا تھا۔ کہ "بہتیرے لوگ میرے نام کی وجہ سے تمہارے ساتھ دشمنی رکھیں گے"۔ وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللّٰہ العزیز الحمید۔ ہمارا اس کے سوا اور کیا قصور ہے کہ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا۔ سو یہ آدم سے ابتک ہوتی آئی ہے کہ مومنوں سے استہزا کیا گیا۔ ان کا تمسخر اڑایا گیا۔ ان کو ذلیل و حقیر بنایا گیا۔ مگر ایک دن آیا۔ کہ یہ تمسخر کرنے والے اپنے ماوی میں جا پڑے۔ ریاست پٹیالہ اپنا کوئی پرچہ خالی نہیں جانے دیتا۔ ابھی پچھلے دنوں اس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے ازدواج پر ایک نہایت گندہ اور دل آزار نوٹ لکھا۔ خدا کے غضب نے اسی ہفتہ کے اندر اندر اسے پکڑا۔ ہم سمجھے تھے۔ کہ یہ خانہ ویرانی اس کے لئے موجب ہدایت ہوگی۔ مگر نہیں۔ جب انسان کی شامت آتی ہے۔ تو وہ اپنی داستکبار میں اور بھی بڑھتا ہے۔ دیکھئے ایک معمولی سی خبر کو کن الفاظ میں لکھا ہے:۔

"ہارورڈ یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ ہر روز ڈیڑھ لاکھ آدم زاد مادری بود و نبود سے باہر نکل منصۂ شہود پر قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ اور پورے ایک لاکھ اس دار المحن سے عالم بقا کا پاسپورٹ لیتے ہیں۔ یا یوں کہیئے۔ کہ کرۂ ارض پر سالم امرتسر ہر روز آباد ہوتا ہے۔ اور دس قادیان ہر روز اجڑتے ہیں۔ بلکہ وضاحت کے لئے یہ تصریح بھی ضروری ہے کہ صفحہ ہستی پر پانچ قادیا نوں (۵۰ ہزار) انسانوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے"۔

نہ تو یہ معترضانہ بات نئی ہے۔ اور نہ ہمارا جواب نیا ہوگا۔ صرف اس آیت کا نقل کر دینا کافی ہوگا۔ یتربصون بکم الدوائر علیھم دائرۃ السوء۔

پیر حج کرنے گئے یا عیب چینی کرنے

حیران ہوں کہ یہ بڑے بڑے لوگ مکہ معظمہ حج کرنے گئے تھے یا عیب چینی کے لئے۔ ہم تو اس بات کے منتظر تھے۔ کہ ہمیں بتایا جائے گا۔ کہ اس مقام مقدس میں یہ خیر و برکات ہیں۔ یوں دعاؤں میں اور نمازوں میں مزا آتا ہے۔ اور یوں بندہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے قریب پاتا ہے۔ اس پیاری سرزمین میں خدا کے انوار کا نزول ایسے ہوتا ہے۔

وہاں اس قسم کے علماء ربانی ہیں۔ جن سے یہ یہ نکات قرآنی و معارف ذوقانی سننے میں آئے۔ مسائل شرعیہ کی مشکلات و مفصلات یوں حل ہوئیں۔ مخالفین دین متین و معاندین رب العالمین کے لئے یہ دلائل و براہین ہم سیکھ کر آتے۔ لیکن سنتے کیا ہیں۔ سڑکیں خراب تھیں۔ پاخانہ کا انتظام نہ تھا لوگ ترتیب سے نہ چلتے تھے۔ ایک دوسرے کو ہجوم میں دھکے لگتے تھے۔ صفائی کا انتظام نہ تھا۔ پان نہیں ملتے تھے۔ برف اور سوڈا مہیا نہ تھا۔ بھائی! اگر تم ان چیزوں کے لئے گئے تھے۔ تو کیوں کسی پہاڑ پر نہ ایک دو ماہ کے لئے چلے گئے۔ حج تو ایک عاشقانہ عبادت ہے۔ اس میں لباس ہی ایسا رکھا گیا ہے۔ تا ظاہر ہو کہ خدا کا بندہ خدا کے گھر میں سب تعلقات اور تکلفات سے علیحدہ ہو کر جا رہا ہے۔ تن بدن کا ہوش نہیں۔ اس لئے جو لوگ ان تک کا مارا گیا دہے۔ وہاں سڑکوں کی صفائی دیکھنے کا ہوش کہاں۔ وہ تو عالم ہی اور ہے۔ افسوس! کہ یہ بات نہ محمد علی شوکت علی کی سمجھ میں آئی نہ ابو الوفاء ثناء اللہ کی سمجھ میں جن نے حرم امن کی بھی شکایت ہی کی۔ اور مدینۃ النبی کی بھی برائی ہی بیان کی۔ کہ مجھے گداؤں نے تنگ کیا۔ یہ کیا دین اور کیا ایمان ہے۔ اور کیسا حج ہے۔ گویا کہ یہ لوگ دارو غہ صفائی تھے۔ اور ارض مقدسہ کی صفائی دیکھنے گئے تھے۔ خیر یہ تو شکر ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو قادیان پر اعتراض کیا تھا۔ وہی مکہ پر کیا۔ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک۔ مولوی صاحب نے طعنہ دیا تھا۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب کو پختہ سڑک تک نصیب نہ ہوئی۔ یہی عیب مرزا صاحب کے آقا و مطاع (صلعم) کے مقام پر نظر آیا۔ کہ وہی صدیوں کے خراب رستے ہیں۔ موٹر تک نہیں چل سکتا۔ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ حج کا منشاء تک نہیں سمجھے۔ خدا کے گھر میں بھی خدائی فوجدار ھمزۃ لمزۃ ہی بنے رہے۔ جیسے گئے تھے۔ ایسے بلکہ بڑے بنکر آگئے۔ کچھ لوگ ہیں کہ قبوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ گویا کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کی بجائے قبے ہی دیکھنے گئے تھے اور ہندوستان میں ان کا جی نہیں بھرا تھا۔ اور اس سرزمین توحید میں یہ نظارہ نہ دیکھ کر بے تاب ہو گئے۔ اور اسے ویران سمجھ کر نوحہ کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے۔

عدو شود سبب خیر

عجیب بات ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب مکہ معظمہ میں گئے تو قادیان کی یاد آئی۔ اور کہا کہ یہاں ریل نہیں بنی یہ مرزا صاحب کے جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے۔ مگر چند ہی دنوں کے بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ اسی مولوی ثناء اللہ نے اسی زبان سے حجاز ریلوے بنانے کی تائید کی۔ گویا خود اپنے کاذب ہونے پر مہر صداقت ثبت کی۔ دیکھا آپ نے۔ حق کا نفوذ کہ بدترین دشمن وہ کام کر رہا ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان ہے۔ خدا نے چاہا کہ انہی ہاتھوں سے اذا العشار عطلت کی پیشگوئی کو جدہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ تک پورا کراؤں۔ جو اس کے خلاف کوشش کرتے رہے۔

انیسویں صدی کا مہرشی

یہ وہ کتاب ہے۔ جو متانت کے ساتھ سوامی دیانند کی زندگی کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور جس کا ماخذ آریہ سماج ہی کے ممبروں کی تصنیفات ہیں۔ تعجب پر تعجب ہے کہ بغیر پڑھے پرتاپ نے اپنی زندگی کا مشن یہ قرار دے لیا ہے۔ کہ اس کے خلاف گورنمنٹ کو توجہ دلائے۔ اس سے پہلے کونسل میں سوال ہو چکا۔ اور گورنمنٹ جواب دے چکی۔ مگر اب پھر چودھری رام سنگھ صاحب کے ذریعہ سوال کرایا جا رہا ہے۔ کہ اس کی ایک ہزار اشاعت ختم ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اس کے مصنف پر مقدمہ چلایا جائے۔ یہ ہے آریہ سماج کا حوصلہ اور اسکی رواداری۔ جس کتاب کے خلاف حرف رکھنے کی جگہ نہیں۔ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے اسکے خلاف پروپاگنڈا کیا جا رہا ہے۔

مسلمان اور اسلام

(رباعی)

لفظ اسلام رہ گیا ہے ہم میں ٭ جوش نا کام رہ گیا ہے ہم میں
ایمان کی بات کوئی پوچھے ہم سے ٭ ایمان کا نام رہ گیا ہے ہم میں

عرشی صاحب امرتسری صفحات زمیندار پر الفاظ بالا میں نوحہ کناں ہیں کہ ہم میں کچھ نہیں رہ گیا۔ ایمان اگر ہے تو وہ نام کا۔ اسلام اگر ہے۔ تو وہ لفظاً۔ گویا مسلماناں در گور و مسلمانی در کتاب کا نقشہ بندھ گیا ہے۔ کیا عرشی صاحب و زمینداران احادیث پر غور کرینگے۔ جو حرف اور صرف اس وقت کی حالت کو بیان کرنیوالی ہیں۔ جبکہ وعدے کا مسیح دنیا میں آچکا ہوگا۔ جس کے آنے کی خبر مخبر صادق نے تیرہ صد سالہ عرصہ سے پہلے دیدی ہیں۔ اور جن کا مفاد یہی ہے کہ اسوقت مسلمانوں میں اسلام قرآن اور ایمان کا نام ہی نام رہ جائیگا۔ اور جب یہ حالت ہو جائیگی تو ابناء فارس میں سے ایک مرد خدا ثریا سے ایمان واپس لاکر لوگوں کو دیگا۔ جو نام کا نہیں ہوگا بلکہ کام کا ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

حمد کے لفظ میں تین سبق

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ

بمقام ڈلہوزی

فرمودہ ۳ ستمبر ۱۹۲۶ء

جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کے ہم جس قدر بھی مشکور ہوں اتنا ہی کم ہے۔ انہوں نے ازراہ مہربانی ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ کا ایک خطبہ جمعہ ارسال فرمایا ہے۔ جسے ہم احباب کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔ امید ہے۔ مولانا ممدوح آئندہ بھی جب تک حضور ڈلہوزی میں قیام پذیر ہیں۔ اسی طرح ہمارے حال پر رحم فرما کر اس تکلیف کو گوارا فرمانے کی کوشش کیا کرینگے۔ تا احباب جماعت احمدیہ بھی اسی طرح حضور کے کلمات طیبات سے مستفید و مستفیض ہو سکیں۔ جس طرح وہ خوش قسمت لوگ کہ جنہیں جن کی خوش نصیبی نے حضور کی رفاقت کا شرف بخشا۔ (اسسٹنٹ ایڈیٹر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کرکے فرمایا:-

قرآن کریم میں مسلمان کی ابتدائی اور انتہائی دونوں حالتوں کو ایک ایسے لفظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ جو اسلامی تعلیم کا نچوڑ ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کی حمد ہے۔ قرآن کریم کی ابتداء یا بلفظ دیگر سب سے پہلا سبق جو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو دیا ہے۔ وہ بھی الحمد للہ رب العالمین ہے۔ اور مسلمان کی آخری بات بھی الحمد للہ رب العالمین ہی بتائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تغیر حروف سے تغیر معانی

حمد کے ہم معنے عربی زبان میں چند اور الفاظ بھی ہیں۔ جو یہ ہیں۔ مدح۔ ثناء۔ شکر۔ لیکن ان میں اور حمد میں ایک فرق ہے۔ جو ان کے حروف کے اختلاف یا ان حروف کی تقدیم و تاخیر سے پیدا ہوتا ہے۔ عربی زبان کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس کے الفاظ اپنی معانی کو آپ ظاہر کرتے ہیں پھر ان الفاظ کے حروف کا اور ان حروف کی ترتیب کا بھی دخل ہوتا ہے۔ اور ان حروف کی خاصیات کے مطابق ان سے معانی پیدا ہوتے ہیں۔ اور جن حروف کی خاصیات میں اشتراک پایا جاتا ہو۔ ان میں سے جو حرف ترتیب حروف تہجی کے رُو سے بعد والا ہو۔ وہ اپنے سے پہلے آنے والے اپنے ہم خاصیت حرف کی نسبت زیادہ زور دار ہوتا ہے۔ جیسے کہ لفظ قصم اور قضم جو ہم معنے ہیں۔ ان میں سے موخر الذکر لفظ زیادہ زور دار ہے۔ کیونکہ حرف صؔ کی نسبت حرف ضؔ جو اس کا ہم خاصیت ہے۔ اور حروف تہجی کی ترتیب کی رُو سے اس کے بعد آتا ہے۔ زیادہ زور دار ہے۔ اسی طرح حروف کی زیادتی سے بھی معنے میں زیادتی پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ بَعَثَ کے مقابلہ میں بَعْثَرَ اور قَتَلَ سے قَتَّلَ اور علا کی نسبت تعالیٰ زیادہ زور دار ہے۔ غرض عربی زبان کے الفاظ میں حروف کی تبدیلی یا تقدیم و تاخیر یا کمی بیشی پیدا ہونے سے ان کے معانی میں بھی ویسی ہی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔

حمد اور مدح وغیرہ میں فرق

حمد اور مدح کے حروف گو ایک ہی ہیں۔ مگر ترتیب حروف کی تبدیلی سے ان کے معانی میں ایک فرق پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مدح کا لفظ تو سچی اور جھوٹی دونوں طرح کی تعریف کے لئے بولا جا سکتا ہے۔ مگر حمد سچی تعریف کے لئے مخصوص ہے۔ جھوٹی تعریف کو حمد نہیں کہہ سکتے اسی طرح حمد میں اور شکر و ثناء میں بھی ان کے حروف کی خاصیات کی بنا پر ایک فرق پایا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ یہ دونوں موخر الذکر لفظ صرف احسان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور حمد کا لفظ احسان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ خواہ احسان کی قسم کی خوبی اور حسن ہو یا ایسی خوبی ہو۔ جو احسان کے ماتحت نہ آتی ہو۔ دونوں کا اظہار حمد کے معنے میں داخل ہے۔ پس لفظ حمد میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اس کے قریب المعنی باقی الفاظ میں نہیں پائی جاتیں۔

حمد کے لفظ میں تین تعلیمیں

اس لفظ میں ہمیں تین تعلیمیں دی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ جو تعریف کسی کی کریں سچی کریں۔ جھوٹی تعریف کبھی کسی چیز کی نہ کریں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں نے اس کے برعکس جھوٹی تعریفوں پر یہاں تک زور دیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں بھی جھوٹی حدیثیں گھڑ لیں۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو شان اللہ نے دی ہے۔ وہ اس قدر ارفع ہے۔ اور جو تعریفیں آپکی کی ہیں۔ وہ اس قدر اعلےٰ ہیں۔ کہ ان کے ہوتے ہوئے کسی جھوٹی تعریف کی کبھی ضرورت ہی نہیں پیش آسکتی۔ کیونکہ آپ کی سچی تعریفیں ہی غیر متناہی ہیں۔ اور اگر وہ جھوٹی باتیں آپ کی شان کو بڑھانے والی ہوتیں۔ تو اللہ تعالےٰ ضرور وہ باتیں بھی آپؐ کی ذات میں دکھاتا۔ غرض کسی چیز کی کوئی جھوٹی تعریف کبھی نہیں کرنی چاہیئے۔ دوسری تعلیم اس لفظ میں یہ دی گئی ہے۔ کہ ہم جس چیز میں جس حسن و خوبی کا ادراک کریں۔ اس کا اقرار کریں۔ اور اس سے بہرہ ور ہونے کی کوشش کریں۔ جس قدر علوم پائے جاتے ہیں۔ ان کے وضع کئے جانے کی غرض و غایت دراصل یہی ہے۔ کہ جس چیز پر کسی علم میں بحث ہوتی ہے۔ اس چیز کی خوبیوں کا ادراک و اظہار اور اکتساب کیا جائے۔ علم ہیئت۔ علم حساب۔ علم ہندسہ۔ علم طب اور علم قانون - غرض ہر ایک علم کی غرض و غایت یہی ہے پس انسان کی نظر حسن پر ہونی چاہیئے۔ اور اس حسن کو اپنے اندر جذب کرنے میں کوشاں رہنا چاہیئے۔

تیسری تعلیم اس میں یہ دی گئی ہے۔ کہ ہم ہر حسن و خوبی کی قدر کریں۔ اور اسے عظمت کی نظر سے دیکھیں۔ اور ہر احسان کے شکر گذار ہوں۔ جو شخص بھی کوئی اچھا کام کرے۔ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ خواہ کوئی ہو۔ دوسرے ممالک کے لوگ ایسے کام کرنے والوں کی قدر کرتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں یہ بات نہیں۔ خوبی والی چیز میں نقص اور عیب بھی ہو سکتا ہے۔ اور ہوتا ہے۔ مگر اس کی وجہ سے اس خوبی کی قدر دانی میں فرق نہیں آنا چاہیئے۔ اگر کسی خوبی والی چیز میں بہت سے نقص بھی پائے جاتے ہوں۔ تو بھی اس کی خوبی کی قدر کرنی چاہیئے۔ لیکن ہمارے ملک میں اور مسلمانوں میں اس کے خلاف یہ بات پائی جاتی ہے۔ کہ اگر کسی چیز میں ۹۹ خوبیاں ہوں۔ اور بالمقابل ایک نقص ہو۔ تو اسی نقص کو دیکھا جاتا ہے۔ اور ان خوبیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ پس جس کسی میں کوئی خوبی پائی جاتی ہو۔ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اسے اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ان اصول کو ہمیشہ اپنا دستور العمل بنائے رکھنا چاہیئے۔ جیسا کہ ابتدائی اور انتہائی تعلیم الحمد للہ رب العالمین سے مفہوم ہوتا ہے۔ مسلمان کے کام کی ابتداء بھی حمد سے ہے۔ اور انتہاء بھی حمد پر۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی سچی اور پاک تعلیم پر چلنے کی توفیق دے۔

نجات یافتہ کون ہے؟

وہ جو یقین رکھتا ہے۔ کہ خدا سچ ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے۔ اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا۔ کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔

(مسیح موعودؑ) (کشتی نوح صفحہ ۱۳)

مشاہدات عرفانی

یا

لنڈنی چٹھی

(نمبر ۴)

کثرت وقلت ولادت کا سوال

انگلستان کے مدبرین کے سامنے آج کل کثرت وقلت پیدائش کا سوال بھی درپیش ہے۔ اور وہ اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ انگلستان میں پیدائش میں روز بروز کمی ہو رہی ہے۔ اور اس کمی کا احساس کر کے ایک فریق یہ کہہ رہا ہے۔ کہ یہ مرتی ہوئی قوم کا نشان ہے۔ اور ایک طبقہ اس خیال کا ہے۔ کہ کثرت آبادی نفس الامر میں کچھ چیز نہیں۔ اگر قوم مضبوط اور تندرست اور قابل افراد پر مشتمل ہو تو وہ اس سے بہتر ہے۔ کہ بیمار وں۔ کمزوروں اور فاقہ مستوں کی بہت بڑی تعداد کا مجموعہ ہو ؟

مختلف اخبارات میں مختلف قسم کی بحثیں جاری ہیں میرے ساتھ بھی بعض اوقات پارک میں اس مضمون پر گفتگو ہو جاتی ہے۔ اور ہر دو قسم کے خیالات کے لوگوں سے بعض اوقات دوچار ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ ۲۲ اگست ۱۹۲۶ء کی شام کو جب کہ میں پارک میں مختلف مجمعوں کو دیکھتا اور سنتا ہوا جا رہا تھا۔ ایک جگہ کیا سنتا ہوں۔ کہ اس مضمون پر گفتگو ہو رہی ہے اور ہر دو فریق اپنے اپنے دلائل پیش کرنے میں مصروف ہیں۔ میں بھی کھڑا ہو گیا اور سننے لگا۔ ایک شخص جو میرے پاس ہی کھڑے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ اس مجمع میں اگر میں اپنے خیالات کا اظہار کروں تو یہ دخل در معقول ہو گا۔ اگر آپ میری رائے سننا چاہتے ہیں تو ذرا ادھر آجائیے (جنگلے کی طرف) ہم گفتگو کریں گے۔ اس پر میں کھسک کر جنگلے کی طرف ہوا۔ اور وہ بھی اور ان کے ساتھ چند اور بھی۔ اور سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا۔

عرفانی:۔ اب آپ شوق سے پوچھئے۔ میں اپنی سمجھ کے موافق جواب دوں گا۔

سائل۔ انگلستان میں شرح پیدائش گھٹ رہی ہے۔ اس پر بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ اس طرح پر آخر یہ قوم ختم ہو جائے گی۔ اس کا فکر کرنا چاہیئے۔ اور بعض کہتے ہیں تیس لاکھ کے قریب بے کار بیٹھے ہی پڑے ہیں۔ کمزور اور مر نیوالے بچے پیدا کرنے سے نہ کرنا اچھا ہے۔ آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟

عرفانی:۔ میں تو نہ انگریز ہوں نہ یہاں کا رہنے والا۔ اس لحاظ سے کثرت پیدائش یا قلت پیدائش کا ذاتی اثر مجھ پر تو ہوتا نہیں اس لئے شائد یہ سوال میرے دائرہ خیال سے جدا ہونا چاہیئے۔ لیکن سوال اہم ہے۔ اور سوسائٹی کے مختلف پہلوؤں سے مجھ پر بھی اس کا اثر ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے کبھی کبھی اس سوال کو سوچا ہے۔ میں بعض امور میں ایک فریق سے متفق ہوں اور بعض میں دوسرے سے۔

سائل:۔ آپ نے اپنی پوزیشن کو عجیب بنا دیا۔ آخر ایک پہلو درست ہو سکتا ہے۔

عرفانی:۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک سوال کے مختلف پہلو ہوں اور بعض غلط اور بعض درست۔

سائل:۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن یہاں تو دو ہی جداگانہ صورتیں ہیں۔ کثرت سے بچے پیدا کرنے چاہئیں یا تھوڑے اور تندرست

عرفانی۔ میرا اختلاف یہاں سے ہی شروع ہو جاتا ہے نہ تو حسب مرضی ایک مقررہ تعداد تک بچے پیدا کرنے کی قدرت کسی شخص میں ہے اور نہ محض تندرست اور قوی بچے پیدا کرنے کا اختیار کسی شخص کو ہے۔ تولید پر اختیار کسی کا نہیں۔ یہ ہمارا مشاہدہ ہے۔ کہ بعض لوگ چاہتے ہیں۔ کہ کاش ان کے ہاں ایک ہی بچہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے۔ مگر بچہ تو درکنار کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا (اس پر سب ہنس پڑے) اور بعض چاہتے ہیں کہ نہ ہوں مگر ہوتے چلے جاتے ہیں (کوٹھے کے کان کنوں کو دیکھو کس طرح اولاد ہوتی ہے) تو معلوم ہوا۔ یہ دونوں امور ہی انسان کے اختیار سے باہر ہیں۔ اگرچہ اولاد کا پیدا ہونا بالکل بغیر اسباب کے البتہ نہیں۔ جن میں سے ایک اور ضروری میاں بی بی کا تعلق ہے۔ لیکن اس کے ساتھ بعض اور اسباب بھی ہیں۔

سائل:۔ ہم اس وقت ان اسباب پر گفتگو نہیں کرتے ہیں۔ جو ہم کو معلوم نہیں۔ بلکہ ان اسباب پر گفتگو ہے۔ جو ہم جانتے ہیں۔ اور اختیار کرتے ہیں یا کر سکتے ہیں۔ پس ان نتائج کے لحاظ سے سوال درست ہے۔

عرفانی:۔ میں اس بحث کو لمبا نہیں کرتا۔ بہتر ہے۔ آپ ایک پہلو اختیار کر کے گفتگو کریں پھر نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔

سائل:۔ میں یہ پہلو اختیار کرتا ہوں۔ کہ ہم کو تندرست اور قوی زندہ رہنے والے بچے پیدا کرنے چاہئیں۔ وہ بہت سے بھوکے مرنے والوں سے اچھے ہونگے۔

عرفانی:۔ اگر آپ کی سائنس اور طبی علوم نے یہ قوت آپ کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ کہ کسی کو مرنے نہ دیں۔ تو آپ کی یہ رائے بہت قابل قدر ہے۔ لیکن اگر آپ نے ابھی تک موت کو فتح نہیں کیا۔ اور موت کے مختلف اسباب پر قابو نہیں پایا۔ تو یہ خیال غلط ہے۔ روزانہ ہم دیکھتے ہیں۔ نہایت تندرست مضبوط۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں موٹروں کی ٹکروں سے دریا میں ڈوب کر۔ آگ میں جل کر اور نہیں تو خودکشی کر کے مرتے ہیں۔ پھر اس مشاہدہ کے بعد آپ بتائیں۔ کہ اگر ہم نے تندرست اور قوی بچے اپنے اختیار سے (جو ہم کو نہیں) پیدا بھی کر لئے تو ان کی زندگی کی کیا گارنٹی ہو گی۔

سائل:۔ ہمارے سائنس دان اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ موت دنیا سے اٹھ جائے۔

عرفانی:۔ اولاً یہ ناممکن محض ہے۔ لاز آف نیچر میں موت کا عمل ہر آن اور ہر سانس کے ساتھ ہو رہا ہے۔ لیکن اگر فرض کر دو۔ موت اٹھ جائے۔ اور ایک زمانہ آجائے۔ کہ کوئی نہ مرے۔ تو پھر تمہارے مدبر اس فکر میں ہونگے۔ کہ کسی طرح موت کو پھر لایا جا دے۔ ورنہ دنیا پر رہنے کو جگہ نہ ہو گی۔ وہ ترقیات شخصی اور قومی جو ایک یا دوسرے شخص کی موت سے وابستہ ہیں مفقود ہو جائیں گی۔ اور ظالموں کے ظلم سے نجات کی کوئی صورت نہ ہو گی۔ غرض آپ اس حالت کا تصور کریں۔ جب موت نہ ہو۔ اب غیر طبعی موت کے لئے کچھ اسباب ہوتے ہیں یا نہیں؟ ان خودکشیوں کو دیکھو آخر یہ فطرت ہے یا نہیں۔ کہ وہ موت کے ذریعہ ایک مشکل یا تکلیف سے نجات چاہتی ہے۔ پھر جب موت نہ ہو گی۔ تو دنیا کی مشکلات بڑھیں گی یا کم ہو جائیں گی۔ پس آپ کے سائنس دان اگر موت پر فتح پانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ تو ان کو کہدو کہ وہ ناممکن کام کا ارادہ کر کے اپنے وقت اور روپیہ کو ضائع کرتے ہیں۔ اور اگر انہیں کامیابی (بفرض محال) ہو بھی تو یہ دنیا پر نئی مصیبت ہو گی۔

سائل:۔ (حاضرین کی طرف توجہ کر کے) کیا عجیب فلاسفی ہے شرقی بیشک مشہور ہے۔ اس شخص کے خیالات کی گہرائی بہت بڑی ہے (اور پھر مجھے مخاطب ہو کر) پھر اس مصیبت کا کوئی حل بھی ہے!

عرفانی:۔ میں آپ کی اس قدر دانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور میرے نزدیک اس کا حل ہے۔ اور بہت ہی آسان اور قیمتی حل ہے (اس اثنا میں مجمع بہت بڑا ہو گیا۔ اور اس سوال پر بحث کرنے والے بھی آموجود ہوئے) اور وہ حل صرف اسلام نے پیش کیا ہے جو روز حیات کی تھیوری کو عملی صورت میں پیش کرتا ہے۔ اور جو ہمارے سامنے کائنات اور فطرت کو رکھتا ہے۔ یہ سوال نیا نہیں۔ جو آج یورپ میں پیدا ہوا ہو۔ کہ کثرت اولاد فاقہ کشی کو پیدا کریگی یا مصیبت ہوگی بلکہ تمام قوموں میں مختلف صورتوں میں پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس مشکل سے اسلام نے دنیا کو نکال دیا ہے۔ اور اگر اب بھی

اسی پر عمل کریں۔ تو بات ہے۔ اور وہ حل یہ ہے:-

اسلام سب سے اول یہ دیکھتا ہے۔ کہ زندگی کے ضروری اسباب طبعی ہیں۔ اور بنہایت کثرت سے موجود ہیں۔ میں اس کو کسی قدر تفصیل سے بیان کر دیتا ہوں۔ تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ زندگی کے لئے سب سے پہلی چیز ہوا ہے۔ اور یہ کثرت سے موجود ہے۔ ہم اس ہوائی سمندر میں تیرتے ہیں۔ پھر پانی روشنی۔ زمین۔ خوردنی اشیاء وغیرہ کیا یہ سب کی سب چیزیں موجود نہیں ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں۔ جن کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ تعیشات انسان کے پیدا کردہ ہیں۔ شراب میں پکی ہوئی بطخ جو ویسٹ اینڈ کے ہوٹلوں میں فضول خرچ عیش پرستوں کے لئے تیار ہوتی ہے۔ زندہ رہنے کے لئے ضروری نہیں۔ عالی شان مکانات زندگی کا جزو نہیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ انسان کے زندہ رہنے کی ضروریات کا سوال انسان کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اور یہ حقیقت اسلام سکھاتا ہے۔ جس خدا کو وہ پیش کرتا ہے۔ اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ ہماری حقیقی ضروریات زندگی کو بغیر کسی معاوضہ یا طلب کے پورا کرتا ہے۔ پھر اس نے عام مشاہدہ سے بتایا ہے کہ رزق کا ذمہ اس نے آپ لیا ہے۔ ہوائی پرند صبح کو اپنے گھونسلہ سے اڑتے ہیں۔ اور سیر ہو کر آتے ہیں۔ چونکہ بقائے نفس کے اسباب پر انسان کی حکومت نہیں۔ انسان نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ اس لئے اپنے نفس پر بھی اس کو مالکانہ اختیار نہیں۔ کہ جب چاہے۔ اس کو قتل کر دے۔ سب سے پہلے اسلام نے دنیا کو بتایا کہ خودکشی جرم ہے۔

بقائے نفس کا سبق دینے کے بعد اسلام انسان کو ایک دوسرے مقام پر لیجاتا ہے۔ اور وہ بقائے نوع کا خیال ہے۔ یہ انسان کی ایک فطرتی خواہش ہے۔ کہ وہ چاہتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے اس کی نسل باقی رہے۔ اس جذبہ کے لئے شادی کی خواہش اس میں پیدا کی گئی ہے۔ میں اسوقت اس ارتقائی فلاسفی کو بیان نہیں کروں گا۔ جو انسانی ارتقا کے متعلق اسلام نے بیان کی ہے۔ وہ ایک علیحدہ حقیقت ہے۔ غرض اس خواہش کا نتیجہ شادی اور شادی کا نتیجہ اولاد ہے۔ اب اولاد کے سوال کے ساتھ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کثرت اولاد مفلسی پیدا کریگی۔ اس لئے تھوڑی ہونی چاہیئے۔

میں نے ضروریات زندگی کے اسباب کو ابھی بتا دیا ہے وہی قانون اولاد کی ضروریات زندگی پر بھی اثر پذیر ہے۔ اس لئے کثرت اولاد اور مفلسی کا سوال حقیقت میں غلط ہے اگر کثرت اولاد کو مفلسی سے تعلق ہو سکتا ہے۔ تو دولتمندی سے بھی تو ہو سکتا ہے۔ فرض کرو ایک زمیندار کے پانچ بیٹے ہیں۔ یا ان کان کن کے پانچ بیٹے ہیں۔ مان لو کہ اولاً ان کی کثرت ماں باپ کی ذمہ داریوں میں اضافہ کر کے ان کے لئے بھی تکلیف کا موجب ہوگی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی تو ہے کہ جوں جوں وہ جوان ہوتے جاوینگے۔ وہ انکی آمدنی میں اضافہ کا موجب ہو جائینگے۔ اور جہاں پہلے ایک مرد کام کرتا تھا۔ وہاں اب چھ ہو گئے۔ پس اس لحاظ سے بھی اس سوال کا ایک یہ پہلو درست ہے کہ مفلسی ہوگی تو دولتمندی بھی ہوگی۔ اسلام اس موقعہ پر یہ تعلیم دیتا ہے۔ اولاد کو کبھی رزق یا افلاس کے سوال کے تحت خیال سے قتل نہ کرو۔

اور یہ قتل مختلف صورتوں میں ہوتا ہے۔ برتھ کنٹرول کے اصولوں پر عمل کرنے سے۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں سستی کرنے سے۔ شادی نہ کرنے سے۔ غرض ایسے تمام لوگ میرے نزدیک قاتل ہیں۔ اور اگر میرے اختیار میں ہو۔ تو میں ان سب کو ایک قومی ٹربونل کے سامنے قاتلوں کے طریق پر ٹرائل کئے جانے کا حکم دوں۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ بھوکی مرنے والی اولاد نہ پیدا کرنا اچھا ہے۔ اور اس کے لئے ان تدبیروں میں سے کسی پر عمل کرتے ہیں۔ وہ قاتل ہیں۔ اور جو لوگ ایک حد تک تو اولاد پیدا کرنے کے حق میں ہیں۔ اور بعد میں روک پیدا کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ بھی دوسرے درجہ میں اسی زمرہ میں داخل ہیں

میری رائے میں برتھ کنٹرول کے اصول کو سوائے طبی ضروریات اور حالات کے کبھی استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اولاد پیدا کرنی چاہیئے۔ جائز طریق پر۔

سائل۔ طبی ضروریات سے آپ کی کیا مراد ہے۔

عرفانی۔ بعض عورتیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ کہ ان کیلئے بچہ کی پیدائش یا حمل کی تکالیف ناقابل برداشت ہو جاتی ہیں۔ یا بعض امراض اس قسم کے ہو جاتے ہیں۔ ان کیلئے اگر طبی مشورہ ہو اور بغیر اس کے اس کی زندگی خطرہ میں ہو تو میں اسے بطور دوا سمجھونگا۔

سائل۔ تو کیا یہ قتل نہیں ہوگا۔

عرفانی۔ مرد کے لئے برتھ کنٹرول کے کسی طریقہ کی میں کبھی اجازت نہیں دیتا۔ قتل اسی صورت میں ہوگا۔ مرد اس صورت میں ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے۔ اور یہ تمام ضروریات اور مشکلات انگلستان کو اس طرف لا رہی ہیں۔

سائل۔ ایک سے زائد شادی، قانوناً جرم ہے۔

عرفانی۔ قانون آپ کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ جب ضرورت ہوگی منسوخ ہو جائیگا۔ اگر آپ اپنی قوم کا اخلاقی معیار اونچا کرنا چاہتے ہیں۔ اور قوم کو ان مشکلات سے بچانا چاہتے ہیں۔ جو موجودہ صورت میں پیش آتی ہیں۔ تو اس ضرورت کو خود محسوس کیا جائے گا۔

سائل۔ آپ کا کوئی چرچ ہے۔

عرفانی۔ میرا تو کوئی چرچ نہیں۔

سائل۔ آپ کیوں اپنا چرچ قائم نہیں کرتے۔

عرفانی۔ آپ کا اس سے کیا مطلب ہے۔

سائل۔ جس طرح پر دوسرے لوگوں کے چرچ ہیں۔ وہاں اتوار کو یا دوسرے بعض دنوں میں اس خیال کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور منسٹر اپنا پیغام اور تعلیم ان کو دیتا ہے۔

عرفانی۔ جہانتک میں نے یہاں کے چرچ لائف کا مطالعہ کیا ہے یہ دوکانیں ہیں۔ (ہیئر ہیئر۔ یہاں لوگوں میں دستور ہے کہ جب انہیں کوئی بات پسند آتی ہے۔ تو ہیئر ہیئر کے نعرے لگاتے ہیں) جسطرح پر سلفریج یا گیمیج (یہاں کی دو دوکانیں ہیں) کی دوکانیں روزانہ کھلتی ہیں۔ بس میں افسوس کرتا ہوں (گو میرا افسوس خوشی کا مترادف ہے) کہ میں آپ کے مشورہ پر عمل نہیں کر سکتا۔ اور میں اس مقصد کے لئے یہاں نہیں آیا ہوں۔

سائل۔ آپ کا کیا مقصد ہے (عرفانی) دیکھو اور سیکھو سنو اور سمجھو

سائل۔ کیا یہ عجیب نہیں۔

عرفانی۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسمیں کوئی ندرت ہے۔ انسان کی فطرت اس کو تعلیم دیتی ہے۔ آنکھ اور کان تمام علوم کے بہترین ذریعہ ہیں۔ اور دماغ بغیر ان کے معطل محض ہے۔

سائل۔ آپ کی ہر بات فلاسوفی ہے۔ آپ کسی سکول آف تھاٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔

عرفانی۔ میں آپ کی ٹرمینالوجی کے معنوں میں کسی سکول آف تھاٹ سے تعلق نہیں رکھتا۔ میں اس اسکول سے تعلق رکھتا ہوں جس کی تعلیم اور فلاسوفی خدا تعالےٰ کی وحی سے ہوتی ہے۔ اور وہ انسانی خیالات کا نہیں، بلکہ خدا کی وحی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اور یہ اسلام ہے۔ اور اس کے خدا کی وحی ہونے کا زندہ ثبوت یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آف قادیان کو اس زمانہ میں اپنی وحی دیکر کھڑا کیا۔ اور وہ خدا کا نبی ہو کر آیا۔

سائل۔ کہاں۔ (عرفانی) ہندوستان میں۔

سائل۔ اسکو یہاں ہونا چاہیئے تھا۔ جہاں لوگ خدا کو اور اس کی وحی کو نہیں مانتے۔

عرفانی۔ اگر وہ یہاں ہوتا تو لوگ کہدیتے کہ اس کی تعلیم اور فلاسوفی وحی کی نہیں۔ بلکہ یہاں کے تعلیمی ارتقا کا نتیجہ ہے؟ خدا کے نبی ہمیشہ گمنام جگہوں میں آیا کرتے ہیں۔ تاکہ ان کا وجود خدا کے ثبوت کے لئے ایک زندہ گواہ ہو۔ جسطرح ناصرت ایک چھوٹی سی بستی تھی۔

سائل۔ تو بھی اسے یہاں آنا چاہیئے تھا۔

عرفانی۔ (ہنسکر) وہ تو اب بھی یہاں موجود ہے۔

سائل۔ (غلط فہمی سے) کیا آپ ہیں۔

عرفانی۔ میں تو اس کے نہایت ہی ادنیٰ ترین غلاموں سے

ایک ہوں۔ جب میں کہتا ہوں وہ اب بھی یہاں موجود ہے اس سے میری مراد انکا مسیح (پیغام) ہے۔ وہ آپ جیسے بھی سنتے ہیں۔ اور یہاں ۶۳ میلروز روڈ میں احمدیہ موومنٹ کا باقاعدہ مشن ہے جو بارہ سال سے قائم ہے۔ آپ وہاں جائیں اور مزید حالات معلوم کریں۔

سائل۔ میں ضرور کسی وقت جاؤنگا۔ (اور یہ کہکر انہوں نے پتہ نوٹ کر لیا)

عرفانی۔ میں آپ کے اس صبر اور شرافت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے آپ نے میرے ساتھ کلام کیا اور میں خواتین اور شرفا کا بھی مشکور ہوں جو ہمارے اس تبادلہ خیالات کے وقت موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ نے چاہا تو پھر ملیں گے۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں لیڈیز اینڈ جنٹلمین گڈ نائیٹ۔

سب۔ گوڈ نائیٹ سر

غرض یہ سوال آج کل بہت دلچسپی سے دیکھا جا رہا ہے۔ اخبارات میں ہر قسم کے مضمون نکلتے ہیں۔

سفید ہاتھی

ہمارے ملک میں سفید ہاتھی فضول خرچی کا مترادف ہے۔ اس لئے کہ اس سے کوئی کام نہیں لیا جاتا۔ برما میں سفید ہاتھی بطور ایک متبرک اور مقدس جانور کے رکھا جاتا ہے۔ اسکی خور و پرداخت میں بہت سا روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے جب کسی فضول خرچی کا ذکر ہو تو سفید ہاتھی کہا جاتا ہے۔ پچھلے سال یہاں ایک سفید ہاتھی برما سے لایا گیا۔ اور حسب معمول اسے یہاں کے چڑیا گھر میں رکھا گیا۔ مختلف اوقات میں لاکھوں آدمیوں نے اسے جاکر دیکھا۔ اور اس طرح پر ایک بہت بڑی رقم فیس داخلہ چڑیا گھر سے وصول ہوئی۔ انگریزی قوم ہر چیز کو کار آمد بنا لیتی ہے۔ اور ہر جگہ سے آمدنی کے اسباب نکال لیتی ہے۔ حقیقت میں یہ بہت ہی عمدہ اصل ہے۔ جو قرآن شریف کی تعلیم ربنا ما خلقت ھذا باطلا سے لیا گیا ہے۔ پہلے سے چڑیا گھر میں ہاتھی۔ اونٹ وغیرہ موجود ہیں۔ اور ان ہاتھیوں کے فرائض روزانہ میں داخل ہے کہ وہ سواری کا کام دیں۔ شوقین ناظرین چڑیا گھر کے ہاتھی کی سواری کا لطف چڑیا گھر میں چند آنے خرچ کرکے اٹھا لیتے ہیں۔ اور اسطرح پر ہاتھی اور اونٹ اپنی روزی آپ پیدا کر لیتے ہیں۔ اور ان کے خادم بھی اسی سے کھاتے ہیں۔ نقد کے علاوہ لذیذ اور ترنوالے (یہاں کے مفہوم کے موافق ہندوؤں کی چوری مراد نہیں) مزید برآں۔ کیونکہ لوگ جو دیکھنے جاتے ہیں وہ مختلف قسم کی مٹھائیاں اور کیک انکے منہ میں دیتے ہیں۔ اور اسطرح سینکڑوں کیک بسکٹ وغیرہ انکو کھانے کو ملتے ہیں۔ بہر حال دوسرے ہاتھیوں کیلئے تو روزانہ کام ہے مگر اس سفید ہاتھی پر سواری ممنوع سمجھی گئی۔ اور چڑیا گھر کے ناظمین کو اس کیلئے کسی کام کی فکر ہوئی۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہر جگہ ہے اور یہاں تو کمال ہے۔ چڑیا گھر (زو) کے ناظموں نے آخر سفید ہاتھی کے لئے کام نکال ہی لیا اور وہ یہ ہے کہ سفید ہاتھی صاحب اب جھاڑو دیا کرتے ہیں۔

میں اسکو عجوبہ کے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ محض اس خیال سے کہ ایک یہ قوم ہے جو جانوروں سے بھی ہر قسم کے کام لیتی ہے۔ اور ایک ہم ہیں کہ خود بھی کام کرنے سے عار کرتے ہیں۔

کسی خیمہ اور محکمہ میں چلے جاؤ۔ [illegible] میں وہاں بھی ہر شخص اپنا خرچ آپ پیدا کر لیتا ہے۔ یہ طریق زندگی بہت مفید اور سبق آموز ہے۔

استقلال کامیابی اور فتح کی کلید

انگلستان میں ہی نہیں تمام دنیا میں سرمایہ داری اور مزدوری کی ایک جنگ کسی نہ کسی حیثیت سے جاری ہے

انگلستان کی عام سٹرائیک کی کہانی اب پرانی ہو چکی ہے۔ چار پانچ مہینوں سے کوئلہ کے کان کنوں کی سٹرائیک جاری تھی۔ اس کے تصفیہ کے لئے بارہا کوششیں ہوئیں مگر ہر کوشش ناکام رہی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں نہیں کروڑوں پونڈ کا نقصان مستقل طور پر ہوتا رہا۔ اور اگر اب کل نقصانات کا اندازہ کیا جاوے تو اربوں روپیہ کا نقصان ہے مگر ہمت و استقلال کے قربان کہ تمام نقصانات کو برداشت کیا گیا۔ حکومت اور مالکان اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ اسی اثناء میں روسی تحریک نے ہر طرح سے چاہا کہ اس سٹرائیک کو قائم رکھا جائے۔ لیکن آخر وہ فیل ہوگئی۔ اور سٹرائیک کا قریباً خاتمہ ہو گیا۔ کان کن انہیں شرائط پر جو پیش کی جا رہی ہیں متفق ہوکر کام پر بکثرت جا رہے ہیں۔ اور مسٹر کک جو ان کے سکرٹری تھے اور جو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ نہ مزدوری سے ایک پینی کم ہوگی۔ اور نہ وقت پر ایک منٹ بڑھایا جائے گا۔ اپنی ناکامی پر نوحہ کناں ہیں۔ یہ کامیابی اور فتح محض استقلال کا نتیجہ ہے۔ میں مائینرز یا اونرز میں سے کسی ایک کے اغراض یا مقاصد پر بحث نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ صرف اس امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو استقلال اور ہمت کی تہ میں کام کرتا ہے۔ ہر کام کی کامیابی کے لئے اس استقلال کی ضرورت ہے۔ اور یہی وہ عزم ہے جسکی تعلیم نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ملی۔ واذا عزمت فتوکل کے الفاظ میں یہی راز کام کرتا ہے۔ ہم جو اولوالعزم کے خادم اور وابستہ دامن ہیں اگر اپنے کاموں میں اسی روح کو لے کر نہیں چلینگے تو منزل دور ہو جائے گی۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔

یورپ کی غیر مطمئن حالت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئیوں میں عجیب اسرار ہیں۔ یورپ میں وہ انکشافات اپنا عملی رنگ پیش کر رہے ہیں۔ دنیا میں عالمگیر حوادث کا اظہار آپنے الوصیت میں فرمایا ہے۔ میرے پاس افسوس اسکا اسوقت نسخہ نہیں ورنہ میں وہ حوالہ قلمبند کر دیتا آپ اسے اسطرح پر شروع فرماتے ہیں۔ حوادث کے متعلق جو علم مجھے دیا گیا (الآخرہ) اور دنیا دیکھتی ہے کہ وہ حوادث مختلف شکلوں میں کس طرح نمودار ہو رہے ہیں۔ ہندوستان میں بیٹھے ہوئے ان حوادث کا صحیح علم بھی بعض اوقات نہیں ہوگا۔ لیکن میں دنیا کے مادی مرکز میں حوادث کے عجیب مناظر دیکھتا ہوں۔

انگلستان میں مختلف ملکی اور قومی عجیب عجیب قسم کے حالات پیش آتے ہیں۔ فرانس کی مالی اور اقتصادی حالت کا توازن درست ہونے میں نہیں آتا۔ آئے دن وزارت کا انقلاب ہوتا رہتا ہے۔ اور فرانک کی قیمت کے مدوجزر کا ایسا اثر فرانس کی اندرونی حالت پر پڑ رہا ہے۔ کہ اسے بیان نہیں کیا جا سکتا فرانس کی حکومت اب مجبور ہو گئی ہے کہ وہ ایسا قانون نافذ کرے کہ ایک وقت کھانے کے میز پر دو قسم کے کھانوں سے زائد کسی کو نہ دیا جائے۔ اور اسکو قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے۔ فرانس کے ہوٹلوں اور ریسٹارنٹوں میں (جہاں خوردنی تعیش حد سے گذر گیا تھا) احکام جاری ہو چکے ہیں۔ یونان کی حالت میں سکون نہیں۔ انقلاب ہو گیا ہے۔ اور سابقہ ڈکٹیٹر گرفتار ہو گیا ہے اسپر اور اس کے وزراء پر عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ سپین کے بادشاہ اور وہاں کے ڈکٹیٹر کی جان پر ہر وقت حملہ کا خوف لگا رہتا۔ روس سے بھی انقلاب اور بغاوت کی خبریں آئی ہیں۔

جرمنی کی فضا بھی پُرسکون نہیں بلجیم کی مالی حالت وحشت پیدا کر رہی ہے۔ وہاں کا سکہ دن بدن گر رہا ہے۔ اور گورنمنٹ اس کے توازن کو قائم رکھنے کیلئے لندن کے ساہوکاروں سے بیش قرار قرضہ لینے کی فکر میں ہے۔ ٹرکی میں آئے دن سازشوں کے خطرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور رئیس جمہوریہ کی جان پر حملے کرنے کے منصوبے ثابت ہوتے ہیں۔ اٹلی کے ڈکٹیٹر پر بھی کئی بار حملے ہوئے ہیں۔ غرض جدھر دیکھو کوئی نہ کوئی آفت منہ کھولے ہوئے ہے اور تمام امور کسی عظیم الشان انقلاب کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ ہم سیاسیات کی بحث میں نہیں پڑتے ہمارا نقطۂ نظر اور ہے اور وہ محض مذہب ہے۔ اس قسم کے تمام محرکات یورپ کو مذہب کیطرف لائیں گے اور وہ جس مذہب کو صحیح معنوں میں قبول کرنے کی اہلیت پیدا کر رہا ہے وہ اسلام ہے۔

مگر اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم اس پیغام کو پہنچانے کیلئے پورے جوش اور ہمت سے کام لیں۔ دنیا کی غیر ساکن فضا میں امن اور سکون پیدا کرنے کا اہم فرض ہمارے ذمہ ہے۔ اور اسکے لئے ضرورت ہے کہ ہر زبان میں ایک کافی لٹریچر ہم مہیا کریں۔ لٹریچر مشنریوں سے بھی زیادہ کام کر سکتا ہے اور ہم مرکز ہی میں بیٹھکر تمام دنیا میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں یورپ کے اکثر ممالک میں پھر کر اور افریقہ کے بعض علاقوں میں جاکر احمدیت کا پیغام سرسری طور پر پہنچا دوں اور اسکے علاوہ یہ ضروری کام کر سکوں۔ کہ ان ممالک میں تبلیغ احمدیت و اسلام کے کیا اسباب اور کیا مشکلات ہیں۔ اسپر ایک تنقیدی نگاہ کر سکوں۔ لیکن یہ میرے اختیار اور بس کی بات نہیں۔ اسباب اور حالات کا موافق کر دینا یہ مولےٰ کریم کے فضل پر موقوف ہے۔ اور میں اس کے فضلوں سے مایوس نہیں۔ (عرفانی)

خلاصہ رپورٹ ہفتہ واری نظارۃ دعوۃ و تبلیغ

(۲ر لغایت ۸ر ستمبر ۱۹۲۶ء)

ہفتہ زیر رپورٹ میں چھ مقامات سے سکرٹریان تبلیغ نے اپنی اپنی رپورٹیں بھیجیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان مقامات کے احباب سرگرم تبلیغ ہیں۔ بعض معززین کو کتابیں بھی پڑھنے کے لئے دی گئیں۔ چار مقامات سے آنریری مبلغین کی عمدہ کارگذاری کی رپورٹیں آئی ہیں۔ علاقہ ہزارہ میں سلسلہ کے برخلاف بعض ناسمجھ لوگ کسی قدر متشددانہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بعض مقامات سے احباب نے مبلغین بھی طلب کئے ہیں۔ اور بعض جگہ کامیاب مباحثات بھی ہوئے۔ تبلیغی وفد بھی اپنے اپنے دوروں پر ہیں۔ ان کے متعلق جیسے جیسے رپورٹیں موصول ہوتی رہتی ہیں۔ احباب کی واقفیت کے لئے درج اخبار کی جارہی ہیں۔ علاقہ یو۔پی اور علاقہ سندھ میں بھی تبلیغ حقہ کا کام جاری ہے۔ ممالک غیر کی طرف سے اس ہفتہ کوئی تبلیغی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

جلسہ سالانہ کتھووالی (لائل پور)

۲۷-۲۸-۲۹ر اگست کو انجمن احمدیہ کتھووالی کا سالانہ جلسہ ہوا۔ قادیان سے مولوی عبدالغفور صاحب مولوی فاضل اور مولوی عبدالکریم صاحب جالندھری تشریف لائے۔ جلسہ کی تاریخوں کے متعلق پہلے ہی سے لوگوں کو اطلاع کردی تھی۔ اور مخالف مولویوں کو خاص طور پر دعوت حق دی ہوئی تھی۔ کہ جو صاحب جس طریق پر چاہے اپنی تسلی کرلے۔ لیکن باوجود اس کے بڑی جدوجہد کے بعد غیر احمدی لوگوں نے مولوی عبدالعزیز صاحب کو مناظرہ کے لئے کھڑا کیا جنہوں نے یہ تسلیم کرنے کے بعد کہ ہاں بے شک میں وفات مسیح کا قائل ہوں صداقت مسیح موعودؑ پر بحث کرنے کو کہا۔ جسے منظور کر لیا گیا۔ مگر ہماری باتوں کے جواب میں مولوی صاحب موصوف سوائے ادھر ادھر کی باتوں کے کوئی معقول بات نہ کرسکے ؎

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

بعد ازاں نماز عصر کے بعد فریق ثانی نے صاف جواب دیدیا کہ میں مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ دوسرے دن ۲۹ کو مولوی محمد حسین صاحب کے ساتھ جو اپنے آپ کو دیوبند کا فاضل کہلاتے ہیں۔ وفات مسیح پر مناظرہ ہوا۔ مگر وہی کیفیت ان کی بھی ہوئی۔ جو پہلے مولوی صاحب کی ہوئی تھی۔ اور یہ بھی آخر کار بیٹھ گئے۔ اور باوجود پیش کردہ دلائل میں سے کسی ایک کا بھی جواب دے دینے پر دس روپے فی سوال انعام دینے کا وعدہ کرنے کے وہ کچھ نہ کرسکے۔ اس سے پبلک جان گئی۔ کہ قرآن شریف کا علم صرف مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی جماعت کو ہے۔ غرض جب بہت جھنجلائے۔ تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک پر حملے شروع کر دیئے۔ اسی طرح امکان نبوت پر جو مناظرہ ہوا۔ اس کے مناظر کا حال ہوا۔ غرض اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے فتح دی اور لوگوں پر اچھا اثر ہوا۔

(خادم منشی رحمت علی)

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

عید اضحیٰ اس دفعہ عید اضحیٰ کی نماز یہاں ۲۱ر جون سوموار کے روز ادا کی گئی۔ جب سے خاکسار یہاں آیا ہے۔ ہمیشہ موضع ایکرافول میں عیدوں کے موقع پر جاتا رہا ہے۔ مگر اس دفعہ احباب اسن آٹا کی درخواست کے مطابق ان کے ہاں جاکر ڈیڑھ۱۵ سو سے اوپر احمدیوں کے مجمع کے ساتھ عید کی نماز پڑھی۔ اور اسلام کی اشاعت کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کے لئے آمادہ رہنے اور عملی طور پر ہر حالت میں اس ارادہ کو پورا کرتے رہنے کی تاکید خطبہ میں کی۔ اس علاقہ میں ہماری بہت سی جماعت ہے۔ لیکن میں وہاں جانے کے ارادہ سے سب دوستوں کو بروقت اطلاع نہ دیسکا لہٰذا تمام دوست عید کے لئے جمع نہ ہوسکے۔ جس کا انہیں بھی اور مجھے بھی افسوس رہا۔

۵۸ نئے احمدی ۵۸ نئے اشخاص سلسلہ میں خدا کے فضل سے داخل ہوئے۔ بت پرستوں۔ عیسائیوں اور غیر احمدیوں سے آئے ہیں۔ احباب ان کی استقامت اور ترقی ایمان و اخلاص کے لئے دعا فرمائیں۔

دونو کا بھلا[1] ایک عرصہ ہوا۔ کہ خاکسار نے انگریزی میں جو نماز ہے۔ اس کا یہاں کی ملکی زبان میں ترجمہ بدیں غرض کرایا کہ اس کا چھپنا نہایت ضروری ہے۔ مگر بوجہ دیگر اخراجات کے وہ اب تک نہ چھپ سکا۔ اور اگر اور دیر ہوئی تو علاوہ روحانی فوائد سے کچھ دیر اور محروم رہنے کے یہ بھی نقصان ہوگا کہ اس کے ترجمہ کرانے پر جو روپیہ صرف ہوا۔ وہ اکارت جائے گا۔ اس لئے میں ایک تجویز احباب کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جو "ہم خرما و ہم ثواب" کا مصداق ہے۔ وہ تجویز یہ ہے۔ کہ چند دوست اس کتاب کی چھپوائی کا بندوبست چندہ کے طور پر نہیں بلکہ اصول تجارت کے طریق پر کریں۔ فروخت پر نصف منافع مع راس المال کے انشاء اللہ ان کو لوٹا دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی ذی استطاعت دوست ساری رقم ہی اپنی گرہ سے لگا دے۔ تو ہم بعد وضع کرنے ۲۵ فیصدی کمیشن تمام اصل اور منافع ان کو دے دینگے۔ تخمینہ خرچ دو ہزار نسخوں کا کم و بیش بچانوے پونڈ ہے۔ مکمل کتاب کی قیمت ہم ڈیڑھ شلنگ رکھ سکتے ہیں۔ ایک سال کے اندر ساری کتاب نہ بکنے کی صورت میں مشن یہ اہتمام کریگا۔ کہ بقیہ نسخے خود خرید لے۔ اور یوں حصہ داروں یا اس اکیلے شخص کا روپیہ پورا کر دے۔ جس نے سارا روپیہ اس پر لگایا۔ والسلام

(خاکسار فضل الرحمٰن حکیم عفی اللہ عنہ)

[1] حسب قواعد کسی مبلغ کو براہ راست کسی قسم کی مالی تحریک کرنے کی اجازت نہیں۔ اور چونکہ یہ کام مفید ہے۔ اس لئے جو احباب اس میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ نظارۃ دعوۃ و تبلیغ کی معرفت لے سکتے ہیں۔ (شیخ محمد یوسف ناظر دعوۃ و تبلیغ)

موضع بن باجوہ میں مباحثہ

موضع بن باجوہ ضلع سیالکوٹ میں احمدیوں کا غیر احمدیوں سے مسئلہ امکان نبوت و حیات و ممات مسیح پر مباحثہ ہوا۔ لیکن ان لوگوں کی شرارتیں یہاں بھی کم نہ رہیں۔ دوران مباحثہ میں تالیاں بجائی جاتی تھیں۔ اور سیٹیوں کی جگہ گولے چلا کر آیت قرآنی وما کان صلوٰتہم عند البیت الا مکاءً و تصدیة کے پورے پورے مصداق ہوئے ہیں ان کی ان حرکات نازیبا پر افسوس نہیں ضرور تھا کہ مثیل مسیح کے وقت ایسا ہوتا۔ جبکہ اصل مسیح کے وقت علماء سوء ایسا کرتے رہے۔ حضرت مسیح کو بھی اپنے زمانہ کے علماء سوء کے ساتھ اسی وجہ سے اس طرح مخاطب ہونے کی ضرورت پیش آئی:۔

"اے شرع کے عالمو۔ تم پر افسوس ہے کہ تم نے معرفت کی کنجی چھین لی۔ تم آپ بھی داخل نہ ہوئے۔ اور داخل ہونے والوں کو بھی روکا!!"

(انجیل لوقا باب ۱۱ آیت ۵۲)

(خاکسار قمر الدین مولوی فاضل)

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہرین ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

کرتا ہوں۔ میری ماہواری آمدنی بھی معین نہیں ہے۔ میں انشاء اللہ العزیز اپنی ماہوار آمدنی کا (جتنی بھی آمدنی ہو) ۱/۱۰ حصہ تازیست ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے کے وقت اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو تو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ٭ ۱۳ جولائی ۱۹۲۶ء
الموصی قاسم منگیا احمدی۔ گواہ شد:۔ بدر الدین احمد عفی اللہ عنہ ۱۳/۷/۲۶
گواہ شد:۔ چوہدری عبد الواحد ۱۳/۷/۲۶

وصیت ع ۲۴۶۶

میں چوہدری عبد الواحد ولد چوہدری محمد الدین نو مسلم (مرحوم) قوم ساہی۔ ساکن ملکھانوالی ضلع سیالکوٹ۔ حال وارد نیروبی (افریقہ) بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ ایک مکان جس میں میرا حصہ مالیتی ۵۰۰ روپیہ ہے۔ اور کچھ زمین جس میں میرا حصہ قریباً ۱۰۰ روپیہ ہے۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ ملغ ۶۰ یہاں پر محاسب صاحب کو ادا کردوں گا۔ علاوہ اس کے میری تنخواہ ۵۰/۱۷۲ ماہوار ہے اس کا دسواں حصہ بھی انشاء اللہ تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ ادا نہ کیا گیا ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۱۳ جولائی ۱۹۲۶ء
الموصی چوہدری عبد الواحد۔ گواہ شد:۔ ملک احمد حسین نیروبی ۱۳/۷/۲۶ گواہ شد:۔ خاکسار بدر الدین احمد عفی اللہ عنہ ۱۳/۷/۲۶

وصیت ع ۲۴۵۵

میں اعراف اللہ ولد محمد قوم کاکا خیل ساکن سوضع دوبیاں تحصیل صوابی۔ ضلع پشاور۔ حال سب پوسٹماسٹر کالاباغ کا ہوں جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ سردست میری کوئی جائداد نہیں۔ مگر ماہوار آمد مبلغ ایک سو روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ فقط والسلام۔ ۳ جولائی ۱۹۲۶ء۔ نوٹ۔ اس وصیت کا عمل یکم اگست ۱۹۲۶ء سے شروع ہوگا۔ اعراف اللہ کاکا خیل موصی سب پوسٹماسٹر کالاباغ ضلع ہزارہ ۳/۷/۲۶ گواہ شد:۔ قاضی محمد یوسف فاروقی احمدی کیمپ سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحد مقام تھیاگلی ضلع ہزارہ ۳/۷/۲۶ گواہ شد:۔ حکیم محمد مرغوب اللہ احمدی دفتر ڈپٹی چیف انجنیر اینڈ سکرٹری پی۔ ڈبلیو۔ ڈی صوبہ سرحدی مقام تھیاگلی ضلع ہزارہ ۳/۷/۲۶

وصیت ع ۲۴۶۵

میں قاسم منگیا ولد منگیا قوم موچی ساکن ہدیانہ کاٹھیاواڑ حال وارد کسیا کانونی ایسٹ افریقہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائداد نہیں۔ نہ منقولہ اور نہ ہی غیر منقولہ۔ میں یہاں میر و ایسٹ افریقہ میں تجارتی کاروبار

ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ۶ر ستمبر کی رات کو انگلستان میں شمالی یارک شائر سے لے کر لنڈن کے جنوب تک رات کے وقت آسمان پر بڑی تیز روشنی نظر آتی رہی ماہرین علم فلکیات سخت حیرت میں تھے۔ کہ اچانک ۷ر ستمبر کی شب کو ایک شہاب ثاقب (ٹوٹنے والا تارہ) زمین کے قریب ہو کر پھٹا۔ اس کے ساتھ ایک عظیم الشان دھماکے کی آواز آئی۔ جس سے عمارتیں بنیادوں سے ہل گئیں۔ اور عالمگیر ہیجان بپا ہو گیا۔ لوگ اپنے مکانوں سے یہ سمجھ کر نکل آئے۔ کہ شاید قیامت آگئی*

——— سائنور مسولینی ایک سڑک پر سے گذر رہے تھے۔ کہ گورنی نامی ایک ۱۸ سالہ لڑکے نے جو سنگتراشی کا کام کرتا ہے بم سے اس پر حملہ کیا۔ بم موٹر سے لگ کر زمین پر گر پڑا جس سے چار راہگیر زخمی ہوئے۔ اور گورنی کو پکڑ لیا گیا۔ سائنور مسولینی نے کسی طرح کی انتقامی کارروائی کرنے کی ممانعت کر دی ہے:۔

بعد کی خبر ہے۔ حقیقت میں اس کا نام گنولیویلینی ہے اس کی عمر ۴۲ سال اور پیدائش گیون (کراٹسنی) کی ہے*

——— جنیوا ۱۱ر ستمبر۔ ہسپانیہ نے ایک رسمی یادداشت کے ذریعہ سے جمعیتہ الاقوام سے اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے۔ میثاق جمعیتہ الاقوام کی دفعہ اوّل کے رو سے یہ علیحدگی دو سال کے بعد عمل میں آئیگی*

——— اوٹاوہ ۱۰ر ستمبر۔ حکومت کے اعداد شمار مظہر ہیں۔ کہ اس وقت کینیڈا کی آبادی ۹۵۰۴۳۶ ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ ۲۵ سال کے عرصے میں ۷۵ فی صدی کا اضافہ ہؤا ہے*

——— رگبی ۱۰ر اگست۔ آج وسط چین سے جو مزید تار موصول ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دریائے ینگسی کے کنارے غیر ملکی جہازوں پر چینی سپاہیوں کے جتھوں نے بلا امتیاز گولیاں چلائی ہیں۔ جرائد برطانیہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ برطانیہ کو سخت کارروائی کرنی چاہیئے*

——— طہران ۱۲ر ستمبر۔ مصطفےٰ الممالک کے مستعفی ہو جانے اور سیاسی امور سے الگ ہو کر طہران سے باہر چلے جانے کے بعد مرزا حسین خاں (معتمد الملک) کے حق میں رائے دی تھی۔ لیکن انہوں نے بھی وزارت عظمیٰ کے عہدے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا*

——— لنڈن سے جو خبریں آرہی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ عنقریب ایک عظیم الشان اسلامی کانفرنس ایران میں منعقد ہونے والی ہے۔ جس میں دور دراز فاصلہ کے اسلامی ممالک کے نمائندے شریک ہونگے۔ اندازہ ہوتا ہے۔ کہ اس کانفرنس کا مقصد اسلامی فرقوں کا اتحاد ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں شرکائے کانفرنس کی کوشش یہ ہوگی۔ کہ شیعہ اور سنیوں میں اتحاد کرا دیا جائے*

——— اس کے علاوہ ایک دوسری کانفرنس سمرقند میں منعقد ہونے والی ہے۔ جس کا مقصد ان وسائل پر غور کرنا ہے۔ جس سے بآسانی سائبیریا اور چین میں اشاعت اسلام ہو سکے۔ اس کانفرنس میں مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے بہت سے علماء شرکت فرمائیں گے*

——— رگبی ۴ر ستمبر جنیوا میں جرمن نمائندہ ڈاکٹر برڈوڈ بابر نے اعلان کیا۔ کہ حکومت جرمنی نے برطانی عورتوں کی پولیس کے حیرت انگیز کام کو بہت پسند کیا ہے۔ اور اس نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ جرمنی میں بھی عورتوں کی پولیس رائج کی جائے*

——— ٹورانٹو ۱۰ر ستمبر۔ ایک ہفت سالہ بچے اور اس کی دہ سالہ بہن کو ٹورانٹو کی پولیس نے اس الزام میں گرفتار کیا۔ کہ انہوں نے پچاس ڈالر کے ایک چک پر جعلی دستخط کئے*

——— آستانہ کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ بیگمات سلطان وحید الدین ترکستان واپس آنا چاہتی ہیں۔ مجلس وزراء نے منظور کر لیا ہے۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کو اجازت دینے سے قبل اچھی طرح غور و خوض کر لیا جائے۔ اور تحقیق کیجائے کہ وہ کیوں واپس ہو رہی ہیں۔ اور پھر ان کو اجازت دی جائے*

——— رگبی ۹ر ستمبر (برطانوی لاسلکی) ایک ساحلی جہاز نیوباس طوفان کی وجہ سے ایک پہاڑ سے ٹکرا گیا۔ اور خشکی پر تھوڑے فاصلہ پر غرق ہو گیا۔ ملازمین جہاز میں سے ۱۰۔ اور مسافروں میں سے ۳۰ آدمی غرق ہو گئے*

ہندوستان کی خبریں

——— ریاست پٹیالہ کے اندر قرآن شریف اور حدیث مبارک پڑھنے کی بندش کی گئی ہے۔ تمام ریاست کے بڑے بڑے نمائندے مسلمان پنڈت ..... کشمیری سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ..... سنگھ ناظم کے پاس پہنچے۔ کہ اگر آپ برسر اجلاس نماز و روزہ کے مسائل بیان کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ تو کم از کم جمعہ کے روز مسجدوں میں خطبہ و وعظ پڑھنے کی اجازت دیدیں۔ مگر ان ہر دو اصحاب نے اجازت نہیں دی۔ حکام بالا کے بھی یہ واقعہ گوشگذار کیا گیا۔ مگر ..... والا معاملہ ہوا*

——— معلوم ہؤا ہے۔ کہ والئی مہاراجہ اندور امریکہ جا رہے ہیں۔ وہاں ایک ..... بھی خرید لیا ہے*

——— ٹوکو شاپ ..... پیٹرن شاپ کے قریب ایک قلی گاڑی کے نیچے آکر ہلاک ہو گیا۔ اور دوسرے قلی کا بازو کٹ گیا*

——— بنارس ۱۲ر ستمبر۔ جرمن والوں نے برلن کے چڑیا گھر میں وحشی درندوں کی طرح ان کے پنجروں کے ساتھ ساتھ ایک سو ہندوستانیوں کو بھی مقید کر رکھا ہے۔ اس کے خلاف بنارس ہندو یونیورسٹی کی پارلیمنٹ نے نہایت زوردار صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور ہندوستان کے قومی لیڈروں اور خاصکر انڈین نیشنل کانگرس سے وہ بزور استدعا کرتی ہے۔ کہ اس وقت اختلافات کو بھلا کر اس کلنک کو دور کرائیں*

——— شملہ ۴ر ستمبر۔ عدالت عالیہ لاہور میں حسب ذیل ایڈیشنل جج مقرر کئے گئے ہیں۔ جسٹس جے لال۔ اور ایڈیسن ۱۲ر اکتوبر سے ۲۹ر فروری سنہ ۱۹۲۸ء تک کے لئے۔ کنور دلیپ سنگھ ۴ر اکتوبر سے ۲۹ر فروری سنہ ۱۹۲۸ء تک کے لئے مسٹر جے کولڈ سٹریم ایک سال اور مسٹر آغا حیدر چھ ماہ کے لئے*

——— ۶ر ستمبر کو دریائے سون بھدر میں طغیانی آئی۔ دن کے چار بجے کو کوسوں سے مشرق اور مغرب کی طرف چھ سات کوس تک پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ جو لوگ کام کاج کے لئے علی الصبح باہر گئے تھے گھر واپس نہ آسکے*

——— ریلوے بورڈ نے منظور کر لیا ہے۔ کہ حیدرآباد (دکن) سے کرنول تک ریل چلائی جائے۔ نظام ریلوے کمپنی کی ایجنسی نے اس کام کی تکمیل کا ذمہ لیا ہے*

——— نینی تال۔ ۱۴ر ستمبر۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ دوشنبہ کے روز ۱۲ر ستمبر کو فرخ آباد میں ہندو اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا ایک شخص مارا گیا۔ اور کئی زخمی ہوئے*

——— مدراس ۱۳ر ستمبر۔ بعض مقتدر مسلمانوں کے دستخط سے ایک اعلان شائع ہؤا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ ایک مدراس مسلم لیگ بطور ایک جداگانہ سیاسی جماعت کے قائم کی جائے۔ جو صوبہ مدراس کے مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کرے۔ اور انہیں ترقی دے*

——— انڈین پکٹوریل میگزین نے اس کارٹون کے شائع کئے جانے کی معافی ۳۱ر جولائی کی اشاعت میں طلب کی ہے جسمیں آنحضرت صلعم کی تصویر بنائی گئی تھی*

——— شملہ ۱۱ر ستمبر۔ ایوان والیان ریاست ہائے ہند کی مستقل کمیٹی کا اجلاس ہؤا۔ دھول پور، کشمیر، پٹیالہ، اور سانگلی کے رؤسا شریک تھے۔ جلسہ میں بعض ایسے معاملات پر بحث ہوئی۔ جن کا تعلق حکومت ہند سے ہے چنانچہ طے پایا۔ کہ مذکورہ سیاسی معاملات کے متعلق قوانین مرتب کئے جائیں*

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)